AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),147-156
https://almisbah.info/

جدیدیت سے قبل قرون وسطی کے مغربی معاشرے میں کلیسیا کی خدمات کا تحقیقی جائزہ

A RESEARCH REVIEW OF CHURCH SERVICES IN MEDIEVAL WESTERN SOCIETY BEFORE ADVENT OF MODERNITY

*Muhammad Farman
**Dr. Jabeen Bhutto

ABSTRACT

The Middle Ages was the era of Church dominance and power in Europe, in which the Church not only ruled on Europeans lonely but also performed wonderful educational, welfare, social and medical services. However, after the advent of modernity, the authors of European history were modernist and disgusted with religion, so these historians represented the Medieval era as a “dark age of Europe” and covered up these wonderful services of the church. A dispassionate study of history brings to light the lost corners of church services that the religionists have tried their best to hide, and have presented religion as a symbol for oppression and ignorance. The same ecclesiastical services in this research make it clear that medieval Europe is not a dark age but a bright chapter in the religious history of Christianity that ended with the defeat of the church by modernity.

Keywords: Modernity, west, church, Europe, Middel ages.

پس منظر

قرون وسطی میں مسیحی اقتدار کے ماتحت مغربی معاشرے کو عموما یورپ کا ”عہدِ تاریکی“ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں کلیسیا اور پادریوں نے مغربی معاشرے کو نہ صرف ترقی سے روک رکھا تھا بلکہ ان کے آزادانہ سوچنے اور علم وشعور پر بھی پابندی لگا رکھی تھی۔ یہ بھی نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس دوران یورپ میں ہونے والی خانہ جنگیوں کا ذمہ دار کلیسیا تھا جس نے یورپی بادشاہوں کو لڑوا کر اپنے اثرورسوخ کو مضبوط کیا۔ تاہم ایسا سوچنا تاریخ کے جانبدار مطالعے اور مذہب بیزار لوگوں کی لکھی تاریخ پڑھنے کی بدولت ہے کیونکہ حقیقت اس سے یکسر مختلف ہے جسے تاریخ کے صفحات میں سچائی کے نام پر پیش کیا جاتا ہے۔ مشہور مؤرخ و مستشرق ول ڈیورانٹ(Will Durant)نے کلیسیا کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے ان تمام خانہ جنگیوں کا ذمہ ان غیر مہذب اقوام کو قرار دیا ہے جو دوسرے علاقوں سے نقل مکانی کر کے یورپ میں آ بسے اور یہاں کی فضا کو بدامنیوں سے بھر دیا۔[1] وہ لکھتے ہیں کہ

* PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.
** Assistant Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

"The basic cause of cultural retrogression was not Christianity but barbarism; not religion but war. The human inundations ruined or impoverished cities, monasteries, libraries, schools, and made impossible the life of the scholar or the scientist. Perhaps the destruction would have been worse had not the Church maintained some measure of order in a crumbling civilization."[2]

"تہذیبی بدانتظامی کا بنیادی سبب عیسائیت اور مذہب نہیں بلکہ وحشی قبائل اور جنگیں تھیں۔ انسانی سیلاب نے شہروں، خانقاہوں، کتب خانوں، مدرسوں کو تباہ کر کے اسکالرز اور سائنس دانوں کے لیے جینا محال کر دیا تھا۔ شاید یہ تباہی اس سے بھی بدتر ہوتی اگر کلیسیا تباہ حال تہذیب میں کچھ ترتیب کو برقرار نہ رکھتا۔"

قرون وسطی کے مغرب کا جاگیردارانہ نظام

قرون وسطی کے مغربی معاشرے میں جاگیردارانہ نظام(Feudalism) رائج تھا اور پاپائیت اس نظام کے بنیادی ڈھانچے میں سب سے اعلی وبرتر عہدہ تھا۔ نویں صدی تا پندرہویں صدی تک یورپی معاشرے میں یہی نظام پروان چڑھا جو کہ قانونی، معاشی، عسکری، ثقافتی اور سیاسی رسوم ورواج کا مجموعہ تھا۔ جاگیردارانہ نظام میں مزدوری اور خدمات کے عوض زمین کا تبادلہ کیا جاتا تھا اور اس میں ریاستی ذمہ داریاں بھی شامل تھیں۔ اس نظام میں معاشرہ تین قسم کے طبقات میں تقسیم تھا جن میں اشرافیہ (nobles)، ارباب کلیسیا(Clergy) اور محنت کش کسان(Peasants) شامل تھے اور یہ سب ہی جاگیردارانہ نظام کے پابند تھے۔ بادشاہ کو اس نظام میں مرکزی حیثیت حاصل تھی جو طبقہ اشرافیہ کی عسکری خدمات اور وفاداری کے بدلے انہیں جاگیریں تفویض کرتا تھا۔ اشرافیہ ان زمینوں کو اپنے مزارعوں یا چھوٹے زمینداروں کو تفویض کیا کرتی تھی اور اس کے بدلے ان کی مالی وجسمانی خدمات حاصل کرتی تھی۔ چھوٹے زمینداروں کے بعد جنگجوؤں(Knights) کا طبقہ تھا جو زمین کے بدلے بادشاہ، اشرافیہ اور زمینداروں کو اپنی عسکری خدمات فراہم کرتے اور ملک کی حفاظت کرتے۔ سب سے آخر میں محنت کشوں اور کسانوں کا طبقہ تھا جو اس جاگیردارانہ نظام کا حصہ تو نہ تھے مگر جاگیرداروں اور زمینداروں کی زمینیں انہی کے دم سے آباد تھیں اور یہ ان کی زمینوں پر کھیتی باڑی کر کے زندگی گزارتے تھے۔ بدلے میں زمین دار انہیں کچھ غلہ اور بیرونی مداخلت کاروں سے حفاظت فراہم کرتا۔[۳]

کلیسیائی عہدے

پوپ کو زمین پر خدا کا نمائندہ اور کلیسیا کا سربراہ سمجھا جاتا تھا اور قرون وسطی کے لوگوں کی اکثریت پوپ کا تفوق بادشاہ پر بھی سمجھتے تھے۔ عہد وسطی میں لوگوں کو سب سے بڑا خوف یہ لاحق ہوا کرتا تھ کہ پوپ کسی کو عیسائیت سے خارج(excommunicate) نہ کر دے کیونکہ عیسائیت سے خارج ہونے سے مراد جنت سے بے دخل ہونا تھا جس کا دوسرا مطلب دخول جہنم کا حقدار ہونا تھا۔ پوپ کے ماتحت عملے میں کارڈینل اور بشپ تھے جنہیں تقریباوہی مراعات حاصل تھیں جو اس دور کے طبقہ اشرافیہ کو حاصل تھیں۔ کارڈینل اور بشپ کے نیچے متعدد کلیسیائی عہدے تھے جن میں آرچ ڈیکن(Arch Deacon)، ایبٹ(Abbott)، پریئر(Prior)، ڈین(Dean)، پادری(Priest)،

راہب(Monk)، فریئر کلیرک(Friar Cleric)، چھوٹا پادری(Vicar)، چپلن(Chaplin)، معرف(Confessor)، کاتب اور کلدیس (Culdess)شامل تھے۔[۴]

کلیسیا کی فلاحی خدمات

جدیدیت کی آمد سے بحر روم کے ارد گرد آباد تمام ریاستوں میں کلیسیا ہی وہ واحد ادارہ تھا جو سماجی خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ جب رومی شہنشاہ قسطنطائن اول(۳۰۶ء۔۳۳۷ء)نے چوتھی صدی عیسوی میں عیسائیت کی سرپرستی کرنا شروع کی تو کلیسیا نے اس دوران متعدد ایسے گھر تعمیر کروائے جہاں بے گھر افراد کو پناہ دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ کلیسیا نے رومی سلطنت کے طول و عرض میں معاشرے کے بوڑھوں کے لیے گھر(old houses)، قبرستان، ہسپتال اور یتیم خانے بنوائے۔ ان میں سے بیشتر کے اخراجات رومی سلطنت برداشت کرتی تھی جب کہ عوام الناس بھی اس کار خیر کے لیے چندہ دیا کرتی تھی۔[۵]

۵۸۰ء تک کلیسیا نے خود کو اتنا منظم کر لیا تھا کہ اس کے پاس غریبوں تک امداد کی ترسیل کا باقاعدہ نظام موجود تھا اور بڑے گرجا گھر میں غریبوں کی امداد کے لیے ڈیکن کے دفاتر موجود تھے۔ اس کے علاوہ عیسائی راہبوں کی خانقاہیں بھی فلاحی و سماجی خدمات کے مراکز سمجھی جاتی تھیں اور ضرورت پڑنے پر یہ خانقاہیں بے گھر افراد کے لیے پناہ گاہیں، یتیموں کے لیے گھر، مسافروں کے لیے جائے پناہ اور بیماروں کے لیے ہسپتال کا کام بھی سرانجام دیا کرتی تھیں۔ قرون وسطی تک مغربی معاشرے پر کلیسیا کا گہرا اثر و رسوخ قائم ہو چکا تھا اور مغربی معاشرے میں رہنے والے عیسائی صدقہ خیرات کرنے کو اپنی مذہبی ذمہ داری اور رحم دلی کی علامت سمجھتے تھے۔ عہد وسطی میں صدقہ و خیرات کرنے کا تصور صحائف مقدسہ سے منسلک تھا اور کلیسیا کی جانب سے ایمان داروں کو رفاہی کام کرنے پر زور دیا جاتا تھا۔ اس ضمن میں انجیل متی میں مرقوم سیدنا عیسی علیہ السلام کے اقوال لوگوں کو سنائے جاتے تھے کہ

> *"For I was hungry and you gave me something to eat, I was thirsty and you gave me something to drink, I was a stranger and you invited me in, I needed clothes and you clothed me, I was sick and you looked after me, I was in prison and you came to visit me."*[6]

> "میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا۔ تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ میں بیمار تھا۔ تم نے میری خبر لی۔ میں قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔"[۷]

حضرت عیسی علیہ السلام کے یہ الفاظ صدقہ کرنے کے متعلق عیسائی عقیدے کے ترجمان تھے جو لوگوں کو یہ بتاتے تھے کہ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا درحقیقت خود حضرت عیسی علیہ السلام کی مدد کرنا ہے۔ اسی لیے لوگ سماجی برائیوں کے خاتمے کے لیے پیسے، کھانا، اجناس اور دیگر ضروری اشیائے خورد و نوش کلیسیا کو دیا کرتے تھے اور کلیسیا ان اشیا کی ترسیل غریبوں تک کرتا تھا۔ اس وقت شہری حکومت میں

کوئی ایسا باقاعدہ نظام موجود نہیں تھا جو ان تمام امور کو حسن خوبی کے ساتھ سر انجام دیتا، لہٰذا یہ کلیسیا ہی تھا جو قرون وسطی میں صدیوں تک ان تمام معاملات کی ادائیگی کر تا رہا۔

کلیسیا کی تعلیمی خدمات

تعلیم کا شعبہ شروع سے ہی کاتھولک کلیسیا کی مشنری سرگرمیوں کا حصہ رہا ہے اور کلیسیا نے عیسائیت کی منادی کرنے والے افراد کو بالاہتمام اس شعبے کے تحت تیار کیا۔ تاریخ حقائق کے مطابق جن خطوں میں عیسائیت کی منادی کی گئی، وہاں سب سے پہلے اسکول تعمیر کرنے والے رومی کاتھولک عیسائی تھے۔ اسکولوں کے قیام کے چند صدیوں بعد ہی کلیسیا نے یورپ میں تعلیم فراہم کرنے والے سب سے بڑے ادارے کی شکل اختیار کر لی اور آج بھی دنیا کا ایک بہت بڑا غیر سرکاری نظام تعلیم کاتھولک کلیسیا کے تحت چلنے والے اسکولوں کا ہے۔[۸] مغرب کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں کی بنیاد بھی اسی کاتھولک کلیسیا نے رکھی تھی۔[۹]

قرون وسطی کے عیسائی معاشرے میں تعلیم کو فروغ دینے کے لیے کلیسیا نے متعدد اقدامات کیے۔ رومی شہنشاہ چارلس اعظم[۱۰] نے پادریوں اور طبقہ اشرافیہ کے لیے حصول تعلیم پر بہت زور دیا اور متعدد فرامین جاری کیے جن کی رو سے کیتھڈرل اور عیسائی خانقاہوں کے ساتھ اسکول بنانے کا حکم جاری کیا۔ ۷۸۹ء میں شہنشاہ نے شاہی فرمان جاری کیا جس کے مطابق وہ بچے جو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں، انہیں زبور گانا، علامت نویسی (notation)، کلیسیا میں گیت کانا، حساب کتاب اور قواعد وضوابط (grammer) کا علم سکھایا جائے۔[۱۱]

شہنشاہ کے حکم کی تعمیل میں رومی سلطنت کے طول و عرض میں قائم کیتھڈرل اور خانقاہوں کے ساتھ مختلف اسکول قائم کیے گئے یہاں پادریوں کے ساتھ ساتھ ذہین بچوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ راہبانہ اسکول (Monastic School) عیسائی خانقاہوں سے متصل ہوا کرتے تھے جب کہ کیتھڈرل اسکولوں کا تعلق براہ راست بشپ اور کیتھڈرل کی عمارت سے ہوا کرتا تھا۔ ان اسکولوں کا نصاب تعلیم زیادہ تر مذہبی تھا جن میں لاطینی زبان، قواعد وضوابط اور بنیادی حساب کتاب کا علم بھی سکھایا جاتا تھا۔ کیتھڈرل اسکولوں میں بنیادی تعلیم پادری جب کہ اعلی تعلیم کے لیے خود بشپ تعلیم دیا کرتے تھے۔[۱۲]

بعد میں جب بائبل کا ترجمہ لاطینی زبان میں ہو گیا[۱۳] تو کلیسیا نے تعلیم و تعلم کا عمل لاطینی زبان میں کرنا شروع کر دیا اور بنیادی اور اعلی تعلیم دونوں لاطینی زبان میں دی جانے لگیں۔ اس دور میں یہ فکر پیدا ہوئی کہ بچوں کو مذہبی تعلیمات کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جائے۔ اس فکر کو کلیسیا نے بھی قبول کر لیا چنانچہ یونانی زبان بولنے والے آبائے کلیسیا اوریجن (Origen) اور اسکندریہ کے بشپ کلیمنٹ (Clement of Alexandria) سمیت دیگر عیسائی بزرگوں نے اس فکر کو اختیار کر لیا کہ کائنات کے متعلق عیسائی نظریہ یونانی فکر سے مطابقت رکھتا ہے لہٰذا اپنے بچوں کو دنیاوی عقلی علوم سکھانا چاہیے کیونکہ دنیاوی تعلیم کے بغیر ایک عیسائی اطاعت و فرماں برداری کی زندگی تو گزار سکتا ہے مگر وہ اپنے ایمان کی بقا اور انجیلی معموں کے لیے عقلی دلائل فراہم نہیں کر سکتا۔[۱۴] چنانچہ اس دور میں عقلی علوم کو غلبہ حاصل ہوا اور بہت

سے عیسائی فلسفی اور ماہر علوم الٰہیات سامنے آئے جن میں تھامس ایکوانس (Thomas Aquinas) (۱۲۲۵ء-۱۲۷۵ء) اور انسلم آف کنٹربری (Anselm of Canterbury) (متوفی ۱۱۰۹ء) شامل ہیں۔

کیتھڈرل اسکولوں کی طرح عیسائی خانقاہوں نے بھی علم کے میدان میں کلیدی کردار ادا کیا۔ بیشتر خانقاہیں قدیم مذہبی متون اور مخطوطات کے تحفظ کے مراکز کے طور پر کام کرتی تھی جہاں راہب کلاسیکی تصنیفات، مقدس متون اور علمی تحریروں کی بڑی احتیاط سے نقول تیار کرکے انہیں محفوظ کر دیا کرتے تھے۔ راہب ان مخطوطات کی تیاری اس لیے بھی ضروری سمجھتے تھے کہ وہ ان کے ذریعے عیسائیت علمیت کو نسلوں میں منتقل کرنے کے خواہاں تھے۔[۱۵]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرون وسطی میں کلیسیا کے اقتدار کے دوران علم و فکر پر کلیسیا کا مضبوط تسلط رہا ہے۔ اس عہد میں تمام افکار کا محور و مرکز مذہب اور کلیسیا تھے اور جس شے کو فلسفہ کہا جاتا تھا وہ صرف الہیاتی مباحث (Theology) تھے۔ اسکولوں اور مدارس میں جو علوم سکھائے جاتے تھے ان کی نوعیت مذہبی ہوا کرتی تھی کیونکہ کلیسیا کی تعلیمات کے مطابق علم سے مراد صرف بائبل کا علم تھا اور وہ تمام علوم ممنوع تھے جن کا سرچشمہ بائبل نہ تھی۔ علوم پر کلیسیا کا غلبہ نشاۃ ثانیہ کے دور کے بعد بھی قائم رہا یہاں تک کہ اٹھارہویں صدی عیسوی تک یورپ کی اکثر درس گاہیں، کالج اور یونیورسٹیاں کلیسیا کے زیر نگرانی تھیں اور کوئی عیسائی کسی درس گاہ میں یا ذاتی طور پر اس وقت تک تعلیم نہیں دے سکتا تھا جب تک کہ وہ کلیسیا سے اجازت نامہ حاصل نہ کرلے۔[۱۶]

کلیسیا کی طبی خدمات

حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات[۱۷] کی بدولت کاتھولک کلیسیا نے شروع سے ہی اپنے سماجی نظریے میں غریبوں، ناداروں اور مسکینوں کی خدمت کو شامل کر رکھا تھا۔ ابتدائی صدی عیسوی میں عیسائی بیماروں اور کمزوروں کی عیادت و دیکھ بھال کے لیے مشہور تھے بعد ازاں یہ ذمہ داری کلیسیا نے سنبھالی جس کی وجہ سے اس نے معاشرے میں گہرا اثر قائم کرلیا۔ بیماروں کی عملی مدد کرنے کے طریقے نے کلیسیا میں نرسنگ اور ہسپتال کے نظریے کو فروغ بخشا اور عیسائیوں نے اس میدان میں متعدد خدمات سرانجام دیں۔ جرمنی سے تعلق رکھنے والے تیرہویں صدی کے عیسائی بشپ اور بزرگ البرٹ دی گریٹ (۱۲۰۶ء-۱۲۸۰ء) معروف طبیب تھے۔[۱۸] پندرہویں صدی کے عیسائی اطالوی بزرگ ڈیسیڈیریوس اراسمس (Desiderius Erasmus) (۱۴۶۶ء-۱۵۳۶ء) قدیم طب یونانی پر عبور رکھتے تھے اور بیماروں کا علاج کیا کرتے تھے۔[۱۹] ان کے علاوہ بھی کلیسیا کی تاریخ میں متعدد ایسے بزرگوں کے تذکرے ملتے ہیں جنہوں نے اپنی طبی مہارت کی بنیاد پر بے شمار بیماروں کو تندرست کیا۔ عہد وسطی میں انہی خدمات کی وجہ سے آسٹریلوی مؤرخ گوفرے بلینی (Geoffrey Blainey) نے کاتھولک کلیسیا کو فلاحی ریاست کا ابتدائی نمونہ قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کلیسیا بوڑھوں، ناداروں اور بیماروں کے ہسپتال قائم کرتی تھی جن میں ہر عمر کے لوگوں کی ہر طرح کی بیماری کا علاج کیا جاتا۔ ان ہسپتالوں میں کوڑھ کے مریضوں کو بھی علاج کے لیے رکھا جاتا تھا۔ قحط کے دوران کلیسیا لوگوں میں غذائیں

تقسیم کرتا اور غریبوں کو کھانا پہنچاتا۔ اس فلاحی نظام کو چلانے کے لیے لوگ کلیسیا کو دل کھول کر عطیات دیتے یہاں تک کہ عہد وسطیٰ کے جاگیر دار اور ریاستیں بھی رفاہی خدمات کے لیے کلیسیا کی مالی اعانت کیا کرتی تھیں۔[۲۰]

یورپ کی یونیورسٹیوں میں پادریوں اور راہبوں کے لیے علم طب اور ادویہ سازی کی تعلیم عام تھی۔ عہد وسطیٰ کے ہسپتالوں میں عیسائی اخلاقیات سختی سے نافذ تھیں اور کلیسیا نے لوگوں کو طبی سہولیات پہنچانے کے لیے مختلف ضابطے وضع کر رکھے تھے یہاں تک کہ پادریوں اور راہبوں کے لیے ممنوع تھا کہ وہ دواسازی یا کسی کا علاج معالجہ کر کے کچھ نفع کما سکیں۔[۲۱] رومی سلطنت کے عہد تنزلی کے بعد رومی شہنشاہ چارلس اعظم نے شاہی فرمان جاری کیا تھا کہ ہر بڑے کلیسیا (cathedral) اور خانقاہ سے متصل ہسپتال ضرور ہونا چاہیے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں اس کے زمانے تک تو یہی صورت حال رہی مگر اس کی موت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا تاہم دسویں صدی عیسوی تک عیسائی خانقاہیں ہسپتال جیسی خدمات سر انجام دے رہی تھیں۔[۲۲] چارلس اعظم کے شاہی احکامات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ ہر خانقاہ اور کیتھڈرل ایک اسکول بھی قائم کرے گا جہاں عمومی طور پر علم طب کی تعلیم سکھائی جائے گی۔ پوپ سلوسٹر دوم (Pope Sylvester II) ایسے ہی ایک اسکول میں عیسائی طالب علموں اور پادریوں کو علم طب کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[۲۳] پطرس اندلسی (۱۲۱۰ء–۱۲۷۷ء) ایک طبیب تھا جس نے علم طب پر مشہور کتاب غریبوں کا خزانہ (Treasury of the Poor) لکھی اور بعد ازاں وہ ۱۲۷۶ء میں پوپ یوحنا اکیس (Pope John XXI) کے نام سے پاپائے اعظم کے منصب پر فائز ہوا۔[۲۴] قرون وسطیٰ کے کاتھولک چرچ میں ایک ہیلڈیگرد (Hildegard) نامی راہبہ کے لیے مشہور تھا کہ اس کے ہاتھ پر خدا شفا دیتا ہے اور وہ مختلف عرق، جڑی بوٹیوں اور قیمتی پتھروں کے ذریعے دوا تیار کر کے لوگوں کا علاج کیا کرتی تھی۔[۲۵]

عہد وسطیٰ میں بیماروں کی تیمار داری اور نگہداشت کو سب سے افضل فرض سمجھا جاتا تھا اور اس کی خاطر دیگر مذہبی ذمہ داریوں کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ چودھویں صدی عیسوی سے قبل عیسائی خانقاہیں میدان طب میں کام کرنے والے سب سے زیادہ افراد فراہم کرتی تھیں۔ بہت سی خانقاہیں ایسی بھی تھیں جو مسافروں اور زائرین کو پناہ فراہم کرتیں جب کہ بیماروں کے لیے شفاخانے کا کردار ادا کرتی تھیں حالانکہ اس وقت تک علیحدہ عوامی ہسپتال بھی وجود میں آ چکے تھے مگر اس کے باوجود عیسائی خانقاہیں اپنی اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوئیں۔[۲۶]

طاعون کے دوران کلیسیا کی خدمات

تیرہویں اور چودھویں صدی عیسوی کے دوران اکثر یورپی ممالک میں کوڑھ کے مریضوں کے لیے ہسپتال قائم کر دیے گئے تھے جن کا انتظام کلیسیا کے زیر اہتمام ہوا کرتا تھا۔ ۱۲۲۶ء تک صرف فرانس میں ہی ایسے ہسپتالوں کی تعداد ۲۰۰۰ کے قریب تھی۔[۲۷] تاہم یہ ہسپتال شہروں اور قصبوں سے دور یا الگ تھلگ بنائے جاتے تھے کیوں کہ بائبل کا حکم ہے کہ کوڑھیوں کو آبادی سے الگ رکھا جائے۔[۲۸] اسی طرح جب یورپ میں طاعون پھیلا تو کلیسیا اس وبا کے دوران عوام الناس کے ساتھ کھڑی رہی اور بے شمار پادریوں نے لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے اپنی جان دے دی۔ چودھویں صدی عیسوی کے ایک بشپ حامو ہیتی (Hamo Hethe) نے متعدد ایسے گرجاگھروں اور اس کے عملے کا ذکر کیا ہے جو طاعون سے شدید متاثر ہوئے تھے۔[۲۹] جس وقت طاعون کی وبا پورے یورپ میں پھیل چکی تھی تو لوگ آسمانی مدد اور روحانی رہنمائی کے لیے

کلیسیا کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کسی طرح کلیسیا اس خدائی عذاب کو ان سے ٹال دے مگر اس وقت کلیسیا کی یہ صورت حال تھی کہ اکثر گرجا گھروں کے پادری اور دیگر عملہ طاعون سے ہلاک ہو چکے تھے اور بہت ہی کم پادری باقی رہ گئے تھے جو گرجا گھروں میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق برطانیہ اور یارک کے چالیس فیصد پادری طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے تھے اور اس بات کا امکان ہے کہ عوام الناس کی نسبت کلیسیائی عملے میں ہلاکتوں کی تعداد زیادہ تھی کیوں کہ اس صورت حال میں بھی یہ لوگ بیماروں اور مردوں کی خدمت کر رہے تھے۔[۳۰]

کلیسیا کی معاشی خدمات

بائبل کی تعلیمات کے مطابق سود کا لین دین گناہ ہے جس کی وجہ سے کلیسیا نے صدیوں تک سودی لین دین پر پابندی لگائے رکھی۔ تورات میں مذکور ہے کہ

> "اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو، کچھ قرض دے تو اس سے قرض خواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ اس سے سود لینا۔"[۳۱]

تورات کی طرح عہد نامہ جدید میں بھی سود کی مذمت ملتی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام تعلیم دیتے ہیں کہ ضرورت مندوں کو قرض تو دیا جائے مگر ان سے وصولی کی امید نہ لگائی جائے۔

> "اگر تم ان ہی کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ گناہ گار بھی گناہ گاروں کو قرض دیتے ہیں تا کہ پورا وصول کر لیں مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہو گا اور تم خدا تعالی کے بیٹے ٹھہرو گے۔"[۳۲]

انہی تعلیمات کی بنا پر ۳۲۵ء میں نقائیہ کونسل کے موقع پر کلیسیا نے پادریوں کے لیے سودی معاملات کو ممنوع قرار دے دیا۔ کلیسیا نے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ کچھ پادری ایسے ہیں جو لالچ اور فائدے کی ہوس میں مبتلا ہو کر حزقیل نبی کے صحیفے میں مندرج تعلیمات کو بھول گئے ہیں کہ اپنے پیسے کو سود پر مت دینا۔ اگر اس حکم کے بعد بھی کوئی خفیہ طور پر یا اعلانیہ سودی لین دین کرے گا تو اسے کلیسیا سے برخاست اور پادری کے عہدے سے معزول کر دیا جائے گا۔[۳۳]

مارچ ۱۱۷۹ء میں ہونے والی لطوری سوم کونسل (Council of Lateran III) میں اعلان کیا گیا کہ اگر کوئی عیسائی قرضوں پر سود وصول کرے گا تو وہ عیسائی مذہبی رسومات میں شامل ہونے کا اہل نہیں ہو گا اور نہ ہی اسے عیسائی قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔[۳۴]

> *"Nearly everywhere the crime of usury has become so firmly rooted that many, omitting other business, practise usury as if it were permitted, and in no way observe how it is forbidden in both the Old and New Testament.*

*We therefore declare that notorious usurers should not be admitted to communion of the altar or receive Christian burial if they die in this sin. Whoever receives them or gives them christian burial should be compelled to give back what he has received, and let him remain suspended from the performance of his office until he has made satisfaction according to the judgment of his own bishop."*35

تقریباً ہر جگہ سود کا جرم اس قدر مضبوطی سے جڑ پکڑ چکا ہے کہ بہت سے لوگ دوسرے کاروبار کو چھوڑ کر سود پر عمل کرتے ہیں گویا کہ انہیں اس عمل کی اجازت حاصل ہو گئی ہے اور وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ کس طرح پرانے اور نئے عہد نامے میں حرام ہے۔ لہذا ہم اعلان کرتے ہیں کہ بدنام سود خوروں کو عیسائی مذہبی رسومات میں داخل نہیں کرنا چاہیے یا اگر وہ اس گناہ میں مر جاتے ہیں تو انہیں عیسائی قبرستانوں میں دفن نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی پادری ان کی آخری رسومات ادا کر کے انہیں عیسائی قبرستان میں دفن کرے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس عمل کے عوض اسے جو کچھ ملا ہے اسے واپس کر دے، اور وہ پادری اپنے عہدے کی کارکردگی سے اس وقت تک معطل رکھا جائے جب تک کہ وہ اپنے بشپ کے فیصلے کے مطابق مطمئن نہ ہو جائے۔

عیسائی راہبوں کی معاشرتی خدمات

راہب دیندار، مخلص اور تارک الدنیا لوگ تھے جو دور دراز خانقاہوں میں مجرد رہتے ہوئے گوشہ نشینی کے ساتھ باعزت زندگی بسر کرتے تھے۔ معاشرے کا ہر طبقہ انہیں عزت و احترام سے دیکھتا تھا اور انہیں وہ معاشرتی تقدس حاصل تھا جو کلیسیا کے اراکین کو بھی نہ تھا۔ عیسائیت میں رہبانیت کی ابتدا تیسری صدی عیسوی کے آخر سے ہوئی اور بعد ازاں یہ کلیسیا کا ایک اہم حصہ بن گئی۔ مصر سے تعلق رکھنے والے بزرگ انطونی (Saint Anthony) کو عیسائی رہبانیت کا بانی سمجھا جاتا ہے جنہوں نے خود کو خواہشاتِ نفسانیہ سے دور رکھنے کے لیے صحراؤں، غاروں اور دور دراز مقبروں میں زندگی گزاری۔ ان کے زاہدانہ طرز زندگی نے جلد ہی بہت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع میں رہبانیت اختیار کر لی۔ ان راہبوں کی زندگی عبادت کرنے، بائبل پڑھنے اور جزوی وقت محنت مزدوری کرنے میں صرف ہوتا تھا تاہم زندگی کے تمام کاموں میں وہ عبادت کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ عبادت کے علاوہ راہب غریبوں کا علاج کرنے کے لیے دوا بناتے، بائبل کے قلمی نسخے تیار کرتے جب کہ کھیتوں اور باغوں میں باغ بانی بھی کیا کرتے تھے۔ یہ اپنا زیادہ تر وقت خانقاہ میں ہی گزارا کرتے تھے اور انتہائی ضرورت کے علاوہ یہ خانقاہ چھوڑنے سے گریز کیا کرتے تھے۔ یہ عیسائی بچوں کو تعلیم دیتے اور انہیں لکھنا پڑھنا سکھاتے تھے۔ نہایت جلی اور خوبصورت رسم الخط کے ساتھ یہ کتاب مقدس کے قلمی نسخے تیار کرتے اور کتاب کے سرورق پر ہاتھ سے مختلف ڈیزائن بناتے۔

راہب اور خانقاہیں معاشرے کے غریبوں، ناداروں، بیماروں کو گھر، ہسپتال اور یتیم خانے فراہم کر کے خدمت کیا کرتے تھے۔[۳۶] یہ لوگ بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور غریبوں میں اناج اور دیگر اشیائے خوردونوش تقسیم کرتے۔ قرون وسطی میں بارہ سو سے زائد ہسپتال کلیسیا کے زیر انتظام چل رہے تھے جن میں مریضوں کی دیکھ بھال راہبات کیا کرتی تھیں۔ ان مریضوں میں کوڑھی، معذور و مفلوج، پاگل اور مختلف بیماریوں میں

مبتلا افراد شامل تھے جن کی خدمت یہ راہب وراہبات کیا کرتی تھیں۔عیسائی خانقاہوں سے متصل ان ہسپتالوں میں ۷۴ فی صد لوگ غریب اور بوڑھے ہوتے تھے۔[۳۷]

حواشی وحوالہ جات:

---

[1] Jr Thomas E. Woods, *How the Catholic Chuch Built Western Civilization* (Washington, D.C.: Regnery Publishing, 2005), 9.
[2] Will Durant, *Caesar and Christ* (New York: MJF Books, 1950), 79.
[3] Elizabeth A. R Brown, "The Tyranny of a Construct: Feudalism and Historians of Medieval Europe," *The American Historical Review* 79, no. 4 (1974): 1063–1088.
[4] "Medieval Clergy," Medieval Chronicles, accessed July 6, 2023, https://www.medievalchronicles.com/medieval-people/medieval-clergy/.
[5] Jacob Burckhardt, *The Age of Constantine The Great*, trans. Moses Hadas (London: Routledge & Kegan Paul Limited, 1949), 310.
[6] Matthew 25:34-35, *The NIV Study Bible* (London: Hodder & Stoughton, 2000).
[۷] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، ۲۰۱۲ء)، متی ۲۵:۳۶-۳۵.
[8] Jane F. Gardner, *Women in Roman Law & Society* (Indianapolis: Indiana University Press, 1991), 148.
[9] Thomas B M. Leonard, *Encyclopedia of the Developing World* (Routledge, 2013), 1369.
[۱۰] چارلس اعظم کو شارلیمینی (Charlemagne) بھی کہا جاتا ہے۔شارلیمینی ۲ اپریل ۷۴۷ء کو پیدا ہوا اور اس کی تاج پوشی ۲۵ دسمبر ۸۱۴ء کے دن ہوئی۔ ۲۸ جنوری ۸۱۴ء کو ۶۶ برس کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔
[11] Pierre Riché, *Daily Life in the World of Charlemagne* (Philadelphia: University of Pennsylvania Press, 1988), 191.
[12] Margaret Deanesly, *A History of the Medieval Church 590-1500* (London and New York: Routledge, 2005), 30–31.
[۱۳] بائبل کا لاطینی زبان میں ترجمہ سینٹ جیروم نے کیا تھا۔
[14] "Europe in the Middle Ages," *Encyclopedia of Britannica*, n.d., https://www.britannica.com/topic/education/Europe-in-the-Middle-Ages.
[15] Cartwright, Mark. "Medieval Monastery." World History Encyclopedia. Last modified December 14, 2018. https://www.worldhistory.org/Medieval_Monastery/.
[16] Kenneth Neill Cameron, *Humanity and Society: A World History* (Monthly Review Press, 1973), 277.
[۱۷] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت ، متی ۱۰:۸.
[18] James A. Weisheipl, ed., *Albertus Magnus and the Sciences: Commemorative Essays, Studies and Texts*, vol. 49 (Toronto: Pontifical Institute of Mediaeval Studies, 1980), 46,
[19] Harry Vredeveld, "The Ages of Erasmus and the Year of His Birth," *Renaissance Quarterly* 46, no. 4 (1993): 754.
[20] Geoffrey. Blainey, *A Short History of Christianity* (Penguin Viking, 2011), 214–15.
[21] Roy Porter, *The Greatest Benefit to Mankind: A Medical History of Humanity from Antiquity to the Present* (HarperCollins Publishers, 1997), 110–12.
[22] James Joseph Walsh, "Hospitals," *Catholic Encyclopedia* (Robert Appleton Company, 1910), https://www.newadvent.org/cathen/07480a.htm.
[23] Senfelder Leopold, "History of Medicine," *Catholic Encyclopedia* (Robert Appleton Company, New York, 1911).
[24] Porter, *The Greatest Benefit to Mankind: A Medical History of Humanity from Antiquity to the Present*, 110–12.
[25] Fiona Maddocks, *Hildegard of Bingen: The Woman of Her Age* (New York: Doubleday, 2001), 155.
[26] Porter, *The Greatest Benefit to Mankind: A Medical History of Humanity from Antiquity to the Present*, 112.
[27] R Palmer, "The Church, Leprosy and Plague in Medieval and Early Modern Europe," *Studies in Church History* 19 (1982): 81.
[۲۸] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت ، گنتی ۵:۲.

[29] John Aberth, *The Black Death: The Great Mortality of 1348-1350: A Brief History with Documents* (New York: Bedford/St. Martin’s, 2005), 107.

[30] Rosemary Horrox, *The Black Death* (Manchester: Manchester Medieval Sources, 1994), 235.

[۳۱] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت ،خروج ۲۲:۲۵.

[۳۲] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت ،لوقا ٦:۳۵-۳۴.

[33] “CHURCH FATHERS: First Council of Nicaea (A.D. 325),” accessed June 28, 2023, https://www.newadvent.org/fathers/3801.htm.

[34] Conrad Henry Moehlman, “The Christianization of Interest,” *Church History* 3, no. 1 (1934): 6–7.

[35] “Third Lateran Council – 1179 A.D. - Papal Encyclicals,” accessed June 28, 2023, https://www.papalencyclicals.net/Councils/ecum11.htm.

[36] Cartwright, Mark. "The Daily Life of Medieval Monks." World History Encyclopedia. Last modified December 13, 2018. https://www.worldhistory.org/article/1293/the-daily-life-of-medieval-monks/.

[37] “The Role of the Church and Monasteries - Developments in Patient Care – WJEC - GCSE History Revision - WJEC - BBC Bitesize,” accessed June 30, 2023, https://www.bbc.co.uk/bitesize/guides/z27nqhv/revision/1.